ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

عدنان محمود صدیقی
ایم فل لیڈنگ ٹو پی ایچ ڈی اسکالر، وفاقی اُردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنس و ٹیکنالوجی، اسلام آباد
ڈاکٹر محمد افضال بٹ
صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

اُردو ناول میں خواب کی کیفیت اور انسانی زندگی کی ترجمانی

Adnan Mahmood Siddiqi
Scholar Ph.D Urdu, Department of Urdu, Federal Urdu University of Science and Technology, Islamabad.
Dr. Muhammad Afzal Butt
Chairperson Department of Urdu GC Women University, Sialkot.

Dream State in Urdu Novel and interpretation of Human Llife

This article underlines the significance of classic literature in contemporary world literature, Concept of dream in Urdu Novel. The relationship of dream with human life and also explain background of the concept of dream and its effects and importance in human life.
Key Words: *classic literature, concept of dream, relationship of dream with human life.*

داستان کے مقابلے میں ناول ایک جدید صنف ادب ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کہیں کہیں داستان کا تعلق ناول سے جا کر مل جاتا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ طوالت کم اور کردار حقیقی یعنی داستان طوالت پر مبنی ہوتی ہے اور کردار مافوق الفطرت ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ناول میں انسانی کرداروں کے واقعات، حادثات اور عملی زندگی کا تصور پیش کیا جاتا ہے۔ اس پس منظر میں اگر ناول میں خواب کی کیفیت اور انسانی زندگی میں اس کے اثرات کا جائزہ لیا جائے تو یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ خواب انسانی زندگی کا وہ سرمایہ ہیں جو اس کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ناول ایک نئی صنف ادب ہے جو قدیم اصناف ادب یعنی داستان اور تمثیل کی غیر فطری پن، وقت کی اہمیت اور انسانی جذبات کی ترجمانی کے لئے لکھا گیا۔ ناول کی ابتداء اٹھارویں صدی عیسوی میں اس وقت شروع ہوئی جب مغرب میں صنعتی انقلاب کے نتیجے میں ایک نیا معاشرہ وجود میں آیا۔ وقت کی اہمیت اجاگر ہوئی اور سرمایہ کاروں کی نئی لہر نے ذہنوں کو دولت کی طلب کی طرف مائل کیا۔ ایسے میں طویل داستانوی ادب کی جگہ ناول

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نے لے لی۔ اس پس منظر کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ زندگی کے پرانے نظام فرسودہ عقائد اور قدیم تصورات کی جگہ نئی سوچ و فکر پیدا ہوئی۔ اُردو فکشن کا موضوع و مقصد تبدیل ہو گیا۔ انگریزی معاشی و معاشرتی ترقی نے اُردو فکشن کو متاثر کیا۔ ان تمام پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس کی سب سے بڑی وجہ شاید یہ تھی کہ انگریزی ناول، اخبار اور رسالے برصغیر پاک وہند میں تیزی سے ترقی کرنے لگے تھے اور پڑھے لکھے افراد پر ان کا اثر تیزی سے ہونا شروع ہو گیا اور یوں ناول کی مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر اعجاز حسین لکھتے ہیں:

> "قدیم افسانوں کے رد عمل سے مگر زیادہ بڑا انگریزی ادب سے متاثر ہو کر اُردو ناول نویسی کی بنا اس دور میں ڈالی گئی"۔(۱)

اس تعریف کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ ناول کی روایت اس وقت شروع ہوئی جب انسانی تہذیب ترقی کی راہ پر گامزن ہونا شروع ہوئی۔ صنعتی انقلاب برپا ہوا اور خیالی دنیا کی جگہ نے حقیقی دنیا کی جگہ لے لی یعنی ناول کے ذریعے انسانی زندگی کی حقیقت کو پیش کیا گیا۔ اس میں صرف زندگی کے واقعات یا حادثات کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ زندگی کی حقیقت کی ایسی سچی تصویر پیش کی گئی جس میں زندگی کا بھرپور جائزہ شامل تھا۔ اس کی سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ ناول نگار کے تجربے اور خواب ہم آہنگ ہو کر زندگی کی سچی تصویر پیش کر رہے تھے اور اس کا اثر اس قدر گہرا تھا کہ قاری کچھ دیر کے لئے اس حقیقت میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ناول انسانی زندگی کی صرف تصویر پر ہی نہیں بلکہ انسانی احساسات و جذبات کی بھرپور ترجمانی بھی ہے۔ اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر سمیع الزماں لکھتے ہیں:

> "زندگی کی عام حقیقتوں کی سچائیاں ایسے انداز میں واضح کی جاتی ہیں کہ پڑھنے والوں کو گہرا شعور ہو جائے۔ اس کے کردار غور و فکر کے لئے زندگی کا ایسا قماش پیش کرتے ہیں جو زندگی کا مماثل نہیں بلکہ زندگی کی سچائیوں کا ترجمان ہے۔ ناول زندگی کی کاربن کاپی نہیں بلکہ زندگی کے ایسے تصور کا اظہار ہے جس نے ان کی سچائیوں کی عمومیت کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے"۔(۲)

اس تعریف کے حوالے سے کہا جاسکتا ہے کہ ناول انسانی زندگی کی ایک ایسی تصویر ہے جس میں زندگی سے تعلق رکھنے والے کئی افراد، گھرانے اور کہانیاں ہیں اور ہر کردار، واقعات اور حادثات کی ترجمانی پیش کرتے

ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کہانیاں، واقعات، حادثات اور کرداروں میں خواب کا کیا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے؟ تو اس بات کا جواب یہی ہے کہ کیونکہ انسانی زندگی اور خواب میں چولی دامن کا تعلق ہے۔ خواب انسان زندگی کی ایک ایسی حقیقت ہے جس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے ناول نگار بعض نہیں بلکہ اکثر اوقات اپنے خیالات کا اظہار کرادر کے احساس کو خواب کی شکل میں پیش کر کے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہیں۔

اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ ناول نگار اس حقیقت کو خواب کے ذریعے بیان کرنا چاہتا ہے جو کچھ خواب میں نظر آتا ہے وہی کچھ انسان حقیقت میں بھی دیکھ لیتا ہو کبھی یہ خواہش پوری ہو جاتی ہو اور کبھی نہیں۔ وجہ چاہے جو بھی ہو ناول نگار دراصل خواب کو پیش کرے انسانی نفسیات اور رویہ کو پیش کرنا چاہتا اور خاص طور پر وہ رویہ یا خواہش جس کا اظہار وہ برملانہ کر سکتا ہو۔ یوں وہ علامت، اشارہ، آگاہی کا ذریعہ خواب میں اپنے جھتوں کو کم کرنے کی کوشش کرنا چاہتا ہو۔ بعض اوقات مصنف اپنے خوابوں کو ناول کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ اس حقیقت کی: ترجمانی کرتے ہوئے ڈاکٹر سلام سندیلوی لکھتے ہیں

> "دراصل ناول نگار مفکر ہوتا ہے اور مفسر بھی۔ پہلے وہ زندگی کے متعلق فکر کرتا ہے پھر اس کی تفسیر لکھتا ہے۔ وہ ایک معلم اخلاق کی طرح اخلاقیات کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ایک داستان گوئی کی طرح زندگی کے واقعات اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ اس کا فلسفہ حیات سمجھنے میں ہم کو دقت نہیں محسوس ہوتی ہے"۔(۳)

اس تعریف کی روشنی میں اُردو ناول کی ابتداء اس کے موضوعات اور ناول میں خواب کے موضوع کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ خواب کو ناول نگار نے کسی طرح زندگی سے قریب کر کے اس کی حقیقت کو اجاگر کرنے کی کوشش کس طرح کی ہے۔ اُردو میں ناول نگاری کی پہلی منزل ڈپٹی نذیر احمد کے ہاں قصے ہیں جن کو اُردو ادب کا پہلا ناول کہا جاسکتا ہے۔ اس صورت حال کو سامنے رکھ کر اگر نذیر احمد کی کہانیاں کا تجزیہ کرے تو مراۃ العروس ۱۸۶۹ء پہلا ناول قرار دیا جاسکتا ہے جو کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے لکھا گیا۔ اس کا دوسرا حصہ بنات النعش جو ۱۸۷۲ء میں لکھا گیا۔ توبتہ النصوح ۱۸۷۷ء، فسانہ مبتلا ۱۸۸۷ء، ابن الوقت ۱۸۸۸ء رویائے صادقہ اور آخری ناول ایامیٰ۔ اگر ڈپٹی نذیر احمد کا دوسرا ناول توبتہ نصوح کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ان کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور اور مقبول ناول ہے۔ اس کی ابتداء خواب سے ہوتی ہے جس میں زندگی کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حقیقت اور خواب کے ساتھ اس کا تعلق نہ صرف مضبوط نظر آتا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ زندگی کی حقیت بھی خواب میں پوشیدہ ہے۔ توبتہ النصوح کی ابتداء یوں ہوئی ہے:

"اب سے دو ایک سال دہلی میں ہیضے کا اتنا زور ہوا کہ ایک حکیم بقا کے کوچے سے ہر روز تیس تیس چالیس چالیس آدمی چھیلنے لگے۔ ایک بازار موت تو البتہ گرم تھا ورنہ جدھر جاؤ سناٹا اور ویرانی، جس طرف نگاہ کرو وحشت و پریشانی جن بازاروں میں آدھی آدھی رات تک کھوے سے کھوا چھلنا تھا، ایسے اجڑے پڑے تھے کہ دن دوپہر کو بھی جاتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تھا"۔۔۔(۴)

اس ابتدائی یعنی آغاز کے حوالہ سے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ نذیر احمد نے اس منظر میں مذہبی عقائد اور زندگی کا تعلق ایک خواب کے ذریعے پیدا کیا اور اس حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ خواب کا تعلق انسان کی زندگی سے بہت گہرا ہے۔ خواب کوئی عام بات نہیں بلکہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ خواب آگاہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس کی ابتداء انبیاء اکرامؑ سے شروع ہوئی اور موجودہ دور میں بھی خواب کے علاوہ کوئی ایسا رابطہ ممکن نہیں جس کا ذریعہ آگاہی حاصل ہو۔ پہلا دور میں نذیر احمد کے ناولوں میں خواب کے حوالہ سے جائزہ لینے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے ناولوں میں کسی نہ کسی رنگ میں خواب کا تعلق انسانی زندگی کے ساتھ نہ صرف جوڑنے کی کوشش کی ہے بلکہ یہ حقیقت بیان کی ہے کہ خواب کا اثر انسانی زندگی پر بہت گہرا ہوتا ہے۔

اس دور کے حوالہ سے دوسرا بڑا نام رتن ناتھ سرشار کا ہے۔ جہاں تک خواب کے تصور کی بات کی جائے تو ایسے کئی مواقع پر انہوں نے اپنے ناول "فسانہ آزاد" میں خواب کا ذکر کیا ہے۔ جہاں بات اشارے یا علامت کی ہوتی ہے۔ بعض جگہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواب کا ذکر صرف اور صرف جاگنے اور سونے کی علامت کے طور پر یا پھر یوں کہنا چاہیے کہ کسی جیتی جاگتی تصویر کو خواب کے حوالہ سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ داستانوں کا طرز بیان ہونے کی وجہ سے خواب کی حقیقت کو بیان کرنے کے طریقے مختلف ہیں جو عام ناولوں میں نہیں ہوتے یعنی کوئی خوب صورت چہرہ دیکھ کر حقیقت اور خواب میں تمیز باقی نہ رہے یا پھر کسی مشکل پریشانی کو حقیقت کے بجائے خواب کا تصور کہنا یہ ایسی مثالیں ہیں جو عام ناولوں میں نظر نہیں آتیں ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ سرشار نے خواب کو واضح بیان نہیں کیا البتہ اس کا تصور دوسرے رنگ میں پیش کرنے کی ضرور کوشش کی ہے۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سرشار کے بعد اُردو ناول نگاری میں عبد الحکیم شرر کا نام آتا ہے۔ انہوں نے اُردو تاریخی ناول لکھ کر اپنا نام پیدا کیا۔ شرؔر کے تاریخی اور معاشرتی ناول کی کل تعداد ۲۶ ہے۔ اتفاق سے ان کے آخری دور کے ناولوں کا دور بھی ۱۹۲۶ء ہے۔ جہاں تک شرر کے نالوں میں خواب کی بات کی جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کے ناولوں میں خواب کا ایک واضح تصور پایا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ شاید یہ ہوسکتی ہے کہ ان کے عہد کے مسلمانان برصغیر پاک وہند سیاسی، سماجی اور تہذیبی طور پر مکمل زوال کا شکار ہوچکے تھے۔ وہ ان ناولوں کے ذریعے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتے تھے اور ان کی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ان میں ایک نیا جوش پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ چاہتے تھے کہ وہ ماضی کے خواب سے نکل کر مستقبل کے خواب دیکھنا شروع کرے۔

اس دور کے ناول نگاروں میں دو نام جو بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں وہ پریم چند اور مرزاہادی سرواء کے ہیں۔ ان دونوں ناول نگاروں نے انسانی نفسیات کو اپنے ناولوں میں پوری طرح واضح کیا لیکن خواب کا کوئی واضح تصور ان کے ناولوں میں نظر نہیں آتا۔ اگر اُردو کے تینوں ادوار کے موضوعات کا تجزیہ کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ پہلے اور دوسرے ادوار کے مقابلے میں تیسرا دور اپنے موضوعات کے اعتبار سے زیادہ جاندار اور مستقبل میں ناول کے فروغ کے زیادہ بہتر اور شاندار امکانات رکھتا ہے۔

جہاں تک آزادی کے بعد کے ناولوں کے موضوع کا تعلق ہے تو اس میں دو تہذیبوں انسانی جذبات اور سرزمین سے جوڑ رشتے اور آباو اجداد کی قبریں نئی سرزمین میں ترقی کے خواب اور اپنوں سے دوری یہ وہ حقیقت تھی جس میں کئی صدیوں کا سفر غلامی سے نجات کی خواہش سب کچھ تھا آنے والے مستقبل کی خوشیاں دکھ، غم اور پریشانی سے نجات، ہجرت کا اعلیٰ تصور کے ہجرت کے بعد انسان کی پریشانی ختم ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں ناول نگاروں کے پاس موضوعات کا انبار تھا۔ خیالات اور واقعات کے حقیقی حادثات جس نے ناول کے فروغ میں بہت حد تک کام کیا ان موضوعات اور حقیقی واقعات کے پسِ منظر میں اگر قرۃ العین حیدر اور ڈاکٹر احسن فاروقی کے ناولوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے ناولوں میں تہذیبی زوال انسانوں میں روحانیت کی کمی اور فرقہ واریت جیسے موضوعات کو آزادی کے بعد پیش کرنے کی اور گزشتہ زوال پذیر معاشرہ میں روحانیت کی کمی، مذہب سے دوری عیش وعشرت کی زندگی اس کے نفسیاتی اثرات اور اس کے نتیجہ میں ہونے والے زوال کو پیش کیا ان کی زندگی کی سچی تصویر بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کو بے نقاب کیا کہ ان کی تہذیب زوال پذیر لیکن یہ لوگ اپنے خوابوں میں زندہ رہنے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کی کوشش کرتے ہیں۔ خواب ٹوٹ چکے ہیں حیثیت ختم ہو گئی لیکن لوگ خوابوں اور خیالوں میں زندہ رہنا چاہتے ہیں یہ ماضی کے خوابوں میں حال کی حقیقت کو نظر انداز کر کے جھوٹی آن بان کے نشہ میں ہیں۔

اس پہلو کی وضاحت قرۃ العین حیدر نے اپنے ناول میرے بھی صنم خانے میں اس انداز سے کی وہ لکھتی ہیں:

"وقت کی بات۔ یہ وقت کی بات۔ جو لمحے گزر جاتے ہیں وہ واپس نہیں آپاتے۔ وہ اپنے گزرنے کا شدید تکلیف دہ احساس چھوڑ جاتے ہیں"۔(۵)

اس اقتباس میں بالکل خواب کی سی کیفیت ظاہر ہوتی ہے جس طرح نیند سے بیدار ہونے کے بعد اچھی یا بری کیفیت انسانی ذہن میں رہ جاتے ہیں اس طرح گزرا ہوا وقت بھی تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح تاریخی ناول میں یہ نقش خواب کی طرح رہ جاتا ہے۔ اس پس منظر میں اگر اُردو ناول کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اُردو ادب میں اس کا کامیاب تجربہ قرۃ العین حیدر نے "آگ کا دریا" میں کیا ہے۔ برصغیر پاک وہند کی تقریباً ڈھائی ہزار سالہ تاریخ کے پس منظر میں خواب وخیال کے تسلسل میں انسانی وجود اور اس کے خوابوں کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

قرۃ العین حیدر کے بعد انتظار حسین کے ناولوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ "بستی"، "تذکرہ" اور "آگے سمندر ہے" میں خواب وخیال کو ہجرت، بے زمینی کے پس منظر میں بیان کیا ہے کہ ماضی کے خوابوں اور خیالوں میں ڈوب کر انسان اپنے حال کی شناخت کرتا ہے۔ اس پس منظر میں اگر جمیلہ ہاشمی کے ناول "دشت سوس" اور مستنصر حسین کے ناول "بہاؤ"، "راکھ" کا جائزہ لیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ سب تاریخ، سیاست، معاشرے اور بدلتے ہوئے زمانے کے پس منظر میں انسانی خوابوں کا تجزیہ کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے جو حال کے تصور میں ماضی کے واقعات، حادثات اور حقیقت کو پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اعجاز حسین، ڈاکٹر، "نئے ادبی رجحانات" انڈس بک ڈپو، سن، ندارد، طبع دوم ص ۲۴
۲۔ سمیع الزّماں، ڈاکٹر، "ناول کی تنقید" شبِ خون۔ مارچ ۱۹۶۷ء ص ۵
۳۔ سلام سندیلوی، ڈاکٹر، ناول کا مطالعہ (بابِ سوم)، مشمولہ، "ادب کا تنقیدی مطالعہ" نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، چوتھا ایڈشن، سن ندارد، ص ۱۸۴
۴۔ نذیر احمد ڈپٹی، "توبتہ النصوح" لاہور، مجلسی ایڈیشن، ۱۹۶۴ء ص ۳
۵۔ قرۃ العین حیدر، "میرے بھی صنم خانے" میری لائبریری، لاہور، ۱۹۶۵ء، ص ۳۹